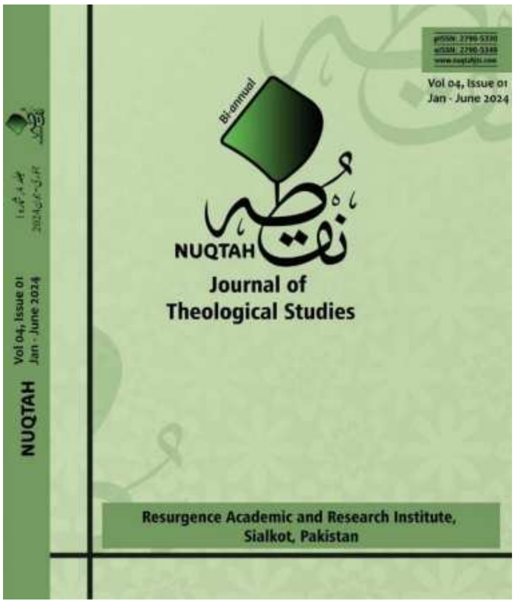

NUQTAH Journal of Theological Studies

Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

فقہ کے اصولی مباحث اور احکام القرآن للتھانوی۔ تجزیاتی مطالعہ

Fundamental Discussions of Islamic Jurisprudence and their Application in Ahkam al-Quran of Thanawi: An Analytical Study

Dr. Azhar Iqbal
Assistant Professor of Islamic Studies, Govt Graduate College of Boys, Mandi Baha Uddin
Email: sirajazhariqbal@gmail.com

Published online: 24 September 2024

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

فقہ کے اصولی مباحث اور احکام القرآن للتھانوی۔ تجزیاتی مطالعہ

Fundamental Discussions of Islamic Jurisprudence and their Application in Ahkam al-Quran of Thanawi: An Analytical Study

ABSTRACT

This research paper explores the principles of Islamic jurisprudence and their application in the work of "Ahkam al-Quran" by Ashraf Ali Thanwi, a prominent Islamic scholar of the Deobandi tradition. Thanwi, influenced by the intellectual legacy of Shah Waliullah al-Dihlawi, made significant contributions to Islamic thought, particularly in the field of fiqh (jurisprudence) and Quranic exegesis. Ahkam al-Quran is a key text where Thanwi elaborates on the legal rulings derived from the Quranic verses, integrating classical jurisprudential principles with contemporary legal issues.

This paper provides an analytical study of Ahkam al-Quran, focusing on Thanwi's methodology in deriving legal rulings from the Quran. It examines his approach to usul al-fiqh (principles of jurisprudence), the role of ijtihad (independent legal reasoning), and his interpretation of Quranic verses within the context of Islamic law. The study also highlights Thanwi's efforts to reconcile apparent contradictions in Quranic rulings and his contributions to the development of Islamic law in the modern context.

Through a detailed analysis, this paper aims to shed light on Thanwi's intellectual contributions and his role in shaping Islamic jurisprudence and Quranic interpretation in the 19th and 20th centuries.

Keywords: Ahkam al-Quran, Fiqh, Thanwi

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تفسیری حصہ میں "فقہی قواعد واصول" بیان کئے ہیں جن کی روشنی میں قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کئے جاتے ہیں۔احکام القرآن میں مذکور فقہی قواعد واصول میں سے چند اصول بطور مثال ذکر کئے جاتے ہیں۔

1۔ "كل مايضر بالانسان ويجهده فانه غير مكلف به"

"یعنی ہر وہ چیز جو انسان کو نقصان پہنچائے اور اس کو مشقت میں ڈالے تو انسان اس کا مکلف نہیں ہوتا ہے۔"

قولہ تعالیٰ:﴿يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر﴾[1]

"اصل فی ان كل مايضر بالانسان ويجهده ،ويجلب له مرضاً او يزيد فی مرضه انه غير مكلف به، لان ذلک خلاف اليسر۔نحو من يقدر على المشى الى الحج ولا يجد زادا و راحلة فقد دلت انه غير مكلف به على هذا الوجه، لمخالفته اليسر۔وهو دال ايضا على ان من فرط فی قضاء رمضان الى القابل فلا فدية عليه، لما فيه من اثبات العسر ونفى اليسر[2]۔۔۔"[3]

یعنی اس قاعدہ کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ "اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور مشقت نہیں چاہتا"۔لہٰذا وہ چیز جو انسان کو نقصان پہنچائے یا اس کو مشقت میں ڈالے،اس کو بیماری میں مبتلا کرے یا انسان کی بیماری میں اضافہ کرے تو اس کا مکلف نہیں ہے۔اس لئے کہ یہ تمام چیزیں آسانی کے خلاف ہیں۔جیسا کہ اگر کوئی شخص حج کی طرف چلنے پر قادر ہو لیکن اس کے پاس زادِ راہ ہو اور نہ ہی سواری تو وہ اس اصول کے مطابق حج کا مکلف نہیں ہے۔چونکہ اس میں آسانی کا پہلو نہیں ہے۔اور یہ اصول اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک رمضان کی قضاء دوسرے رمضان تک نہ کر سکے تو اس پر فدیہ نہیں ہوگا۔چونکہ فدیہ کی صورت میں تنگی کا اثبات ہے اور آسانی کی نفی ہے۔

2۔ "الاصل فی الاشياء الاباحة"[4] "تمام چیزوں میں اصل مباح ہونا ہے"

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقہی قاعدے کے تحت تین اقوال ذکر کئے ہیں۔

پہلا قول: "کہ تمام چیزوں میں ممانعت ہے جب تک کہ اباحت کی دلیل نہ آئے۔(وهومذهب عامة الشافعيه)

دوسرا قول: "تمام چیزوں میں اصل اباحت ہے یہاں تک کہ رکاوٹ کی کوئی دلیل نہ آجائے۔(وهومذهب الكرخی،و ابی بكر الرازی،وطائفة من الفقهاء الحنفية والشافعية وجمهور المعتزلة)۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ چیزوں کا کوئی حکم نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس بات کی دلیل آجائے کہ ان میں کون سا حکم جاری ہوگا"۔(وهوقول الاشعری ومن تبعه)۔

"وقال الامام ابوبكر الجصاص فی قوله تعالى:﴿ هوالذی خلق لكم ما فی الارض جميعاً﴾[5] انه يحتج به على ان الاشياء على الاباحة مما لا يحظره العقل فلا يحرم منه شیء الا ماقام دليله،ونظيره قوله تعالى: ﴿ وسخرلكم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض﴾[6] وقوله تعالى: ﴿ قل من حرم زينة الله التی اخرج لعباده والطيبات من الرزق[7]﴾[8]

امام ابو بکر جصاص حنفیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "کہ اللہ وہی ہے جس نے زمین میں موجود تمام چیزیں تمہاری خاطر پیدا کی ہیں" سے اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ اصل میں تمام چیزیں اباحت پر ہیں جن کو عقل نہ ممنوع قرار دے تو ان سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی جب تک کہ اس کی دلیل قائم نہ ہو۔اسی طرح مذکورہ بالا دو آیات بھی اس بات کی دلیل ہیں۔

3۔ "كل من اؤتمن على شیء فالقول قوله فيه كالمودع والمضارب وغيرهما"

یہ بھی ایک فقہی قاعدہ ہے کہ "ہر وہ شخص جس کو کسی چیز پر امین ٹھہرایا جائے تو اس چیز کے بارے میں اسی کا قول معتبر ہوگا جیسا کہ مودع، مضارب وغیرہ کا قول معتبر ہوتا ہے۔"

"وذٰلک کله اصل فی ان کل من اؤتمن علیٰ شیء فالقول قوله فیه،کالمودع اذا قال: قد ضاعت الودیعة او قد رددتها، وکا لمضارب والمستاجر وسائر المامونین علی الحقوق،ولذٰلک قلنا: ان قوله تعالیٰ ﴿ فرھٰن مقبوضة﴾ثم قوله تعالیٰ عطفا علیه﴿ فان امن بعضکم بعضاً فلیؤدالذی اؤتمن امانته ولیتق الله ربه﴾[9]فیه دلالة علی ان الرھن لیس بامانة،لما عطف الامانة علیه اذ کان الشیء لا یعطف علیٰ نفسه ولکن یعطف علیٰ غیره۔۔۔"[10]

یعنی ان تمام معاملات میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص کو کسی چیز پر امین ٹھہرایا جائے تو اس ضمن میں اسی کا قول معتبر ہوگا۔ مثلاً اگر کسی کے پاس کوئی چیز بطور ودیعت رکھی جائے تو مؤدع کہے کہ وہ چیز ضائع ہوگئی ہے یا میں نے اس ودیعت کو واپس کر دیا تھا۔ تو اس صورت میں اسی مؤدع کا قول معتبر سمجھا جائے گا۔ اسی طرح مضارب، مستاجر اور حقوق پر تمام امین لوگوں کا قول معتبر ہوگا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے ﴿ فرھان مقبوضہ ﴾۔ اور پھر اسی پر اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿ فان امن بعضکم بعضاً۔۔۔ ﴾ کا عطف ہے۔ تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ "رھن "امانت نہیں ہے اس لیے کہ کسی چیز کا عطف اپنی ذات پر نہیں ہوتا بلکہ اپنے علاوہ کسی دوسری چیز پر اس کا عطف ہوتا ہے"۔

4۔ "جواز الاستدلال بالسیماء والامارة عند فقد الحجج"

"یعنی تمام دلائل کی عدم موجودگی میں نشانات اور علامات کی بناء پر استدلال کرنا جائز ہوتا ہے"

وفی قولہ تعالیٰ: ﴿یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف،تعرفھم بسیماھم﴾[11]

آیت کا ترجمہ: "یعنی ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے ناواقف لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں۔ جب کہ تم ان کو ان کی علامات سے ہی پہچان لیتے ہو"۔

"دلالة علی ان لما یظھر من السیماء حظاً فی اعتبار حال من یظھر ذٰلک علیه (وان لم یکن حجة) وقد اعتبر اصحابنا ذٰلک فی المیت فی دارالسلام او فی دار الحرب اذا لم یعرف امره قبل ذٰلک فی اسلام او کفر:۔انه ینظر الی سیما، فان کانت علیه سیما اھل الکفر من شد زنار او عدم ختان وترک الشعر علی حسب ما یفعله رھبان النصاری حکم له بحکم الکفار،ولم یدفن فی مقابر المسلمین،ولم یصل علیه۔وان کان علیه سیماء اھل الاسلام حکم له بحکم المسلمین فی الصلوٰة والدفن۔وان لم ینظر علیه سیماء الشیء من ذٰلک فان کان فی مصر من امصار المسلمین فھو مسلم،وان کان فی دارالحرب فمحکوم له بحکم الکفر۔۔۔"[12]

قلت: "والحکم بالسیماء کالحکم بالقیافة ونحوھا،ولیس من شیء ذٰلک حجة شرعاً،و انما ھی لترجیح احد الاحتمالین عند فقدان الحجج کلھا"[13]

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی شخص پر کچھ علامات ظاہر ہوں۔ تو ان علامات کا اعتبار کرتے ہوئے اس شخص کے بارے میں فیصلہ کرنا جائز ہے۔ اگرچہ یہ علامات فیصلہ میں حجت نہیں ہیں۔ جیسا کہ ہمارے اصحاب نے اس میت کے بارے میں جو دارالکفر یا دارالسلام میں پائی جائے اور اس کے دین کے بارے میں نہ پتہ چل رہا ہو تو اس پر موجود علامات سے اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر تو اس پر اہل کفر کی علامات پائی جائیں مثلاً زُنّار کا باندھنا، اس کا ختنہ نہ ہوا ہو یا عیسائیوں کے راہبوں کی طرح اس نے بال چھوڑے ہوئے ہوں تو اس پر کفار کا حکم لگے گا۔ اور اگر مسلمانوں کی علامات اس پر پائی جائیں تو مسلمانوں کا حکم ہوگا۔ یعنی اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور دفن کیا جائے گا۔ اور اگر اس میت پر کوئی بھی علامت نہ ملے تو علاقے کا اعتبار ہوگا۔ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ علامات کا حکم قیافہ شناسی وغیرہ کے حکم کی طرح ہے۔ اور یہ کوئی شرعی حجت نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے دلائل کے فقدان کے وقت دو احتمالوں میں سے ایک احتمال کو ترجیح دی جاتی ہے۔

5۔ "القرآن لا ینسخ بالاجماع او القیاس"

مفتی جمیل احمد تھانویؒ نے سورۃ یونس کی اس آیت: ﴿قال الذین لایرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ھٰذا او بدله قل مایکون لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الا مایوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم﴾[14] کی روشنی

میں فقہ کا یہ قاعدہ ذکر کیا ہے۔" القرآن لا ینسخ بالاجماع او القیاس ، انه دل علی ان الاجماع والقیاس لا ینسخان کتاب الله تعالیٰ فانه لمالم یجزله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم التبدیل من تلقاء نفسه فبالاؤلیٰ لم یجز للامة"[15]

قال فی نورالانوار:" وکذا الاجماع عند الجمهور لا یصلح ناسخا لشیء من الادلة عبارة عن اجتماع الآراء ولایعرف بالرای انتهاء الحسن ثم قال: وعند المعتزلة یجوزنسخ الکتاب بالاجماع، لان المؤلفة قلوبهم مذکورون فی الکتاب۔۔۔فلما قوی الاسلام فات عنه والحکم ینتهی بانتهاء علته فسقط نصیبهم"[16]

اس آیت نے یہ بات واضح کردی ہے کہ اجماع وقیاس ناسخ کتاب اللہ نہیں ہیں کیونکہ جب آپ ﷺ ہی از خود تبدیل نہیں کر سکتے تو امت کے لئے بطریق اولی یہ بات ممنوع ہے۔اسی طرح نورالانوار میں ہے کہ اجماع عندالجمہور صلاحیت نسخ نہیں رکھتا البتہ معتزلہ نسخ کتاب اللہ کو بالاجماع جائز قرار دیتے ہیں۔کیونکہ مؤلفۃالقلوب کتاب میں مذکور تو ہیں لیکن ان کا حصہ خلافتِ صدیقی کے اجماع کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ: یہاں دراصل انتہاءِ علت کے ساتھ انتہاءِ حکم بھی شامل ہے۔کیونکہ ملا علی قاریؒ کی عبارت اسی کی مؤید ہے کیونکہ ابتداء میں ضعف اسلام کی وجہ سے ان کا حصہ تھا تو جب وہ علت اسلام کے قوی ہونے کی وجہ سے ختم ہوگئی تو حکم بھی باقی نہ رہا۔

6۔ "لا یجوزقرآة القرآن وکتابته بالفارسیة وغیرها"

قولہ تعالیٰ:﴿انا انزلنه قر آنا عربیاً لعلکم تعقلون﴾[17]

سورۃ یوسف کی اس آیت کے ضمن میں مفتی صاحبؒ نے کئی ایک مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ "قرآن مجید کی قراءات اوراس کی کتابت فارسی زبان اوراس کے علاوہ کسی دوسری زبان میں جائز نہیں ہے۔"اس مسئلے کے استنباط میں مولانا عبدالحی لکھنوی کے تین اقوال ذکر کرنے کے بعد اپنے اس مؤقف کو مختلف فقہاء اور محدثین کے اقوال سے مزین کیا ہے۔

1۔ "لایجوز قراءة القرآن وکتابته بالفارسیة وغیرها"

لما دل علی ان القرآن عربی ،دل علی انه لایجوز قر ائته فی غیر العربیة، لافی الصلوٰة ولا خارجها ولا یجوز کتابته فی العجمیة۔

قال مولانا عبدالحی اللکهنوی ! فی رسالته "آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس" ماهٰذا من ملتقطاته؛ اختلفوا فی قراءة القرآن بالفارسیة فی الصلوٰة علی ثلاثة اقوال:

احدها: انه لا یجوزمطلقاً وهو قول الشافعیؒ۔قال ابوالمکارم فی شرح النقائة: وقال الشافعیؒ: ان لم یتمکن العربیة فهو امی یصلی بغیر قراة ، ولو قرا بالفارسیة تفسد الصلوٰة عنده، (وقال النووی فی شرح المهذب۔هٰذا مذهبنا، وبه قال جماهیر العلماء ، منهم مالک ،واحمد،و ابوداؤد)

وثانیها: انه یجوز مطلقاً سواء احسن العربیة اولم یحسن ،لکن یکره اذا احسن العربیة ویجوز بلاکراهة اذا لم یحسن ، وهو قول ابی حنیفة اولاً، ورجع عنه آخراً۔

وثالثها: انه یجوز للعاجز عن العربیة۔ولا یجوز للقادر علیها۔وهو قول ابی یوسف، ومحمد، ورجع الیه ابو حنیفة فی المرة الاخریٰ۔۔۔فالمجنون یداوی والزندیق یقتل"[18]

مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جہاں یہ بات ثابت کرتی ہے کہ قرآن عربی زبان میں ہے وہیں یہ بات بھی ثابت کرتی ہے کہ اس قرآن پاک کو غیر عربی میں پڑھنا خواہ وہ نماز میں ہو یا خارج نماز میں ہو جائز نہیں ہے نہ ہی قرآن پاک کو غیر عربی میں لکھنا جائز ہے۔علامہ عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں: کہ قراءت قرآن نماز میں فارسی زبان میں کرنے کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

اول: امام شافعیؒ فرماتے ہیں مطلقاً جائز نہیں ہے۔ابوالمکارم شرح نقایہ میں فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر بالکل کوئی شخص عربی نہ جانتا ہو تو بغیر قراءت کے نماز پڑھے ورنہ فارسی زبان میں قراءت کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور شرح مہذب میں علامہ نوویؒ نے یہی مسلک احناف،امام مالکؒ،امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ کا نقل فرمایا ہے۔

دوسرا قول: مطلقاً جواز کا ہے خواہ اس شخص کو عربی زبان آتی ہو یا نہ آتی ہو لیکن اگر آتی ہو تو مکروہ ہے۔ اگر نہ آتی ہو تو بلا کراہت جواز ہے یہی قول پہلے امام ابو حنیفہؒ کا تھا ثم رجع بعدہ۔

تیسرا قول: اگر وہ شخص عربیت سے عاجز ہو تو جائز اور غیر کے لئے عدم جواز ہے یہی قول طرفین کا ہے۔ ابو حنیفہؒ نے بعد میں اسی کی طرف رجوع کر لیا۔ علامہ عینیؒ نے بنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف اس شخص کے بارے میں ہے جس کی زبان پر بلا قصد عربی زبان جاری نہ ہوا گر وہ عمداً کرے تو وہ زندیق یا مجنون ہو گا زندیق کی سزا قتل اور مجنون کا علاج کروایا جائے گا۔

7۔ **"یخالف الطبع والعرف بمقابلة الشرع"**

مفتی جمیل احمد تھانویؒ کا یہ عظیم الشان کارنامہ جو کہ احکام القرآن کے نام سے موسوم ہے متنوع علوم و فنون کو ایک گلدستے میں جمع کرنے کی وجہ سے مرقع حسن و جمال بن گیا ہے۔ جس طرح حضرت مفتی صاحبؒ کا ذوق فقہی تھا تو اس کی ایک جھلک ہمیں احکام القرآن میں بھی جا بجا ملتی ہے کہیں ت و شیخ عقائد اور الٰہیات (فلسفہ) سے بحث کرتے ہیں اور کہیں زندگی کے عملی احکام اور ان کی فروعات کو سپرد قلم فرماتے ہیں کہ جس کا ایک جزو لاینفک یعنی فقہی احکام کا مبنی و اصل قواعد و اصول فقہیہ سے بھی قرطاس ابیض کو رنگین کرتے ہیں۔

مفتی جمیل احمد تھانویؒ سورہ ھود کی اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں: ﴿**قال یقوم ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید**﴾[19]

قاعدہ: " **یخالف الطبع والعرف بمقابلة الشرع**" اس میں ایک عجیب قاعدہ کا استنباط کرتے ہیں اپنے شیخ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حوالے سے " **فیه دلالة علی تقدیم المصلحة الشرعیة علی العرف وعدم اعتداد العرف بمقابلة الشرع، فان عرض البنات بنفسه وان کان خلاف المتعارف (لاسیما لغیر الکفو وللاعداء) لکن لم یبال به فی تحصیل المقصود الشرعی الذی ھو وقایة الضیف**"[20]

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ایسی شرعی مصلحت جو عرف اور طبیعت کے ناموافق ہو لیکن اس میں کسی حد سے تجاوز نہ ہو تو اس کا اختیار کرنا اولیٰ ہوتا ہے مثال کے طور پر حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی بچیوں کو پیش کرنا نکاح کے لئے اگرچہ خلاف متعارف تھا خصوصی طور پر اس وقت جب یہ سپردگی بغیر کفو کے اور مخالف لوگوں کے لئے ہو اس کی حضرت لوط علیہ السلام نے پرواہ نہ فرمائی کیونکہ ایسے فعل سے مقصد شرعی کا حصول تھا اور وہ مہمانوں کی حفاظت تھی جو کہ اس طریقے سے حاصل کی گئی جو بظاہر ہمیں خلاف طبیعت اور خلاف عرف محسوس ہوتی ہے۔

8۔ **"لا یجوز تخصیص النص بالقیاس"**

آیت: ﴿**فاستقم کما امرت ومن تاب معک ولا تطغوا انه بما تعملون بصیر**﴾[21]

مفتی جمیل احمد تھانویؒ نے اس آیت کے تحت جہاں دیگر مسائل کا استنباط کر کے ان کو ثابت کیا ہے وہاں ایک فقہی قاعدے کو ثابت کیا ہے وہ قاعدہ یہ ہے۔

انه "لا یجوز تخصیص النص بالقیاس" لانه لما دل عموم النص علی حکم وجب الحکم لمقتضاء لقوله تعالیٰ: ﴿فاستقم کما امرت﴾ والعمل بالقیاس انحراف عنه۔[22]

مطلب یہ ہے کہ کسی نص صریح کے حکم کو قیاس کے ذریعے سے خاص نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جب عموم النص کسی حکم پر دلالت کرتا ہے تو پھر اس حکم کا مقتضیٰ واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "**فاستقم کما امرت**" کیونکہ جب قیاس پر عمل کیا جائے گا تو یہ نص صریح کے حکم سے انحراف ہو گا جو کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی کتاب "**التنقیح**" میں عام کی بحث کو لے کر آئے ہیں تو وہ اس میں امام شافعیؒ کا مستدل بھی بیان کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ایک ایسی دلیل ہے جس میں ایک شبہ کا احتمال ہے تو لہٰذا خبر واحد اور قیاس کے ذریعے تخصیص پیدا کی

جاسکتی ہے جب کہ ہمارے نزدیک (احناف) یہ (نص قرآنی) قطعی دلالت ہوتی ہے اور خاص کے مساوی ہے تو لہٰذا کسی خبر واحد یا قیاس کی بناء پر یا دونوں کے ہوتے ہوئے بھی نص میں تخصیص نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس جیسی کوئی قطعی دلیل سامنے نہ ہو۔

9- "المرء يؤخذ باقراره"

آدمی اپنے اقرار کی بناء پر پکڑا جائے گا۔

مثال نمبر:1 آیت: ﴿واليملل الذى عليه الحق﴾[23]

"فيه اثبات اقرار الذى عليه الحق ، واجازه ما اقربه،والزامه اياه،لانه لولا جواز اقراره اذا اقر لم يكن املاء الذى عليه الحق باولىٰ من املاء غيره من الناس،فقد تضمن ذلك جواز اقراره كل مقر بحق عليه، وهو دليل لما قاله الفقهاء: ان المرء يؤخذ باقراره"[24]

آیت کا ترجمہ: چاہیے کہ وہ شخص لکھوائے جس پر حق واجب ہو"۔اس آیت میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کسی شخص کا کسی شخص پر حق ہے اور وہ اس حق کا اقرار کر لیتا ہے۔ تو جس چیز کا وہ اقرار کر رہا ہے اس کو اس اقرار کرنے والے شخص پر نافذ کر دیا جائے گا۔اور اس کا الزام اسی کو دیا جائے گا۔اس لئے کہ اگر مقر شخص کے اقرار کا اعتبار نہ ہوتا تو جس شخص پر املاء کا حق تھا اس سے املاء کروانے کی نسبت کسی اور شخص سے لکھوانا زیادہ اولیٰ اور بہتر ہوتا۔ تو اس کے ضمن میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ اگر کوئی اقرار کرنے والا کسی کے حق کا اپنے اوپر اقرار کر لے تو اس پر وہ حق جاری کر دیا جائے گا۔اور یہ فقہاء کے اس قول" **المرء يؤخذ باقراره**"کی دلیل ہے۔

مثال نمبر:2 مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ القیامۃ کی اس آیت ﴿**بل الانسان علىٰ نفسه بصيرة**﴾ (القیامۃ 14:75)کی روشنی میں یہ فقہی قاعدہ ذکر کیا ہے۔"**فيه دليل على قبول اقرار المرء علىٰ نفسه**"

یعنی اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی شخص اپنے خلاف کسی جرم کا اقرار کرے تو اس کے اقرار کو قبول کیا جائے گا۔ مؤلفؒ نے یہ بات فقہ کے اس قاعدہ کی روشنی میں لکھی ہے کہ " **المرء يؤخذ باقراره**"

وقال تعالیٰ: ﴿**ولو القىٰ معاذيره**﴾

"اى ولو اعتذر بعد الاقرار لم يقبل منه، ففيه دليل على ان الرجوع من الاقرار لا يقبل"

یعنی اگر وہ شخص اقرار جرم کے بعد معذرت بھی کرے تو اس کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔اور اس آیت میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اقرار سے رجوع قابل قبول نہیں ہے۔

خلاصہ بحث:

اس مقالہ میں جو فقہی قواعد زیر بحث آئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

- ہر وہ فعل جو انسان کو نقصان پہنچائے یا انسان کو مشقت میں ڈالے تو انسان اس کا مکلف نہیں ہے۔
- تمام چیزوں میں اصل مباح ہونا ہے۔
- وہ شخص جس کو کسی چیز پر امین ٹھہرایا جائے تو اس چیز کے بارے میں اسی کا قول معتبر ہو گا، جیسا کہ مودع اور مضارب کا قول معتبر ہوتا ہے۔
- دلائل کی عدم موجودگی میں نشانات اور علامات سے استدلال کرنا جائز ہوتا ہے۔
- اجماع اور قیاس کے ذریعے قرآن کے کسی حکم کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا ہے۔
- شریعت کے مقابلے میں طبیعت اور عرف کی مخالفت کی جاتی ہے۔
- قیاس کی بنیاد پر "نص" کی تخصیص جائز نہیں ہوتی ہے۔
- کسی شخص کے اقرار کی بنیاد پر اس کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔

حواشی

[1]البقرۃ2:185

Al-Baqarah 2:185

[2]مولانا ظفر احمد عثمانی، **احکام القرآن**، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، 1407ھ)1:657۔

Maulana Zafar Ahmad Usmani Ahkam-al-Quran, (Karachi: Edarah-al-Quran wa-al-uloom-al-Islamiyyah, 1407 AH), 1:657.

[3]ابو بکر احمد بن علی جصاص، **احکام القرآن**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1992ء)1:462۔

Abu Bakar Ahmad Bin Ali Jasas, Ahkam-al-Quran, (Beirut: Dar Ehya-al-Torath-al-Arabi, 1002) 1:462.

[4]ابو الفضل محمود الآلوسی، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س۔ن)2:30؛ عثمانی، احکام القرآن، 1:14۔

Abu-al-Fazal Mehmood Al-Aloosi, Rooh-al-Maani, (Beirut :Dar Ehya-Al-Torath-al-Arabi--), 2:30 ; Usmani, Ahkam-al-Quran, 1:14.

[5]البقرۃ2:29

Al-Baqarah, 2:29

[6]الجاثیۃ45:13

Al-Jasia, 45:13

[7]الاعراف7:32

Al-Aaraf, 7:32

[8]الجصاص، **احکام القرآن**، 1:8۔

Al-Jasas, Ahkam-al-Quran, 1:8.

[9]البقرۃ2:283

Al-Baqarah, 2:283

[10]عثمانی، **احکام القرآن**، 1:468۔

Usmani, Ahkma-al-Quran, 1:468.

[11]البقرۃ2:273

Al-Baqarah, 2:273

[12]الجصاص، **احکام القرآن**،۔1:463

Al-Jasas, Ahkam-al-Quran, 1:463.

[13]عثمانی، **احکام القرآن**، 1:662۔

Usmani, Ahkam-al-Quran, 1:662.

[14]یونس، 10:15

Younas, 10:15

[15]مفتی جمیل احمد تھانوی، **احکام القرآن**، (لاہور: ادارہ اشرف التحقیق والبحوث الاسلامیۃ، دارالعلوم الاسلامیہ، س۔ن)1:91۔

Mufti Jamil Ahmad Thanvi, Ahkam-al-Quran, (Lahore: Edara Ashraf-al-tahqeeq wa-al-Buhooth-al-Islamia, nd), 1:91.

[16]احمد بن ابی سعید ملا جیون، **نور الانوار**، (افغانستان: نعمانی کتب خانہ، س۔ن)، 21۔

Ahmad Bin Abi Saeed Mulla Jevan, Noor-al-Anwar (Afghanistan; Nomani Kutob Khana, nd), 21.

[17] یوسف12:2

Yousaf, 12:2

[18]مفتی جمیل احمد تھانوی،**احکام القرآن**،419،420۔

Mufti Jamil Ahmad Thanvi, Ahkam-al-Quran, 419, 420.

[19]هود11:78

Hood, 11:78

[20]مفتی جمیل احمد تھانوی،**احکام القرآن**،262۔

Mufti Jamil Ahmad Thanvi, Ahkam-al-Quran, 262.

[21]هود11:122

Hood, 11:122

[22]مفتی جمیل احمد تھانوی،**احکام القرآن**،355۔

Mufti Jamil Ahmad Thanvi, Ahkam-al-Quran, 355.

[23]البقرة2:282

Al-Baqarah, 2:282.

[24]عثمانی،**احکام القرآن**،1:689؛مولانا محمد ادریس کاندھلوی،**احکام القرآن**،(کراچی:ادارۃالقرآن والعلوم الاسلامیہ،1407ھ)5:69۔

Usmani, Ahkam-al-Quran, 1:689 ; Moulana Muhammad Idrees Khandhlvi, Ahkam-al-Quran, (Karachi : Edarah-al-Quran wa-al-Uloom-al-Islamiyyah, 1407 AH), 5:69.